موجودہ پر فتن دور میں کرنے کے کام احادیث کی روشنی میں

موجودہ پر فتن دور میں کرنے کے کام احادیث کی روشنی میں

آئیے پُر فتن دور میں کرنے کے چند کاموں کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جن کی پابندی ایک عام مسلمان کے لئے ازحد ضروری ہے تا کہ وہ قُرب قیامت فتنوں

سے محفوظ رہ سکے:

دانائی سے کام لیں:

جب فتنے ظاہر ہونے لگیں یا حالات بدلنے لگیں تو ایسے نازک حالات میں نرمی و بردباری اور دانائی سے کام لیں اور جلد بازی نہ کریں۔۔ نرمی اس بنیاد پر کہ نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اس کو عمدہ بناڈالتی ہے اور جس چیز سے نکال لی جاتی ہے اس کو عیب دار بنادیتی ہے۔ سارے کاموں میں نرمی کا خیال رکھیں، رحم دلی سے پیش آئیں، غصہ ور نہ بنیں ۔ دانائی اس لیے کہ آپ ﷺ نے قبیلہ عبدالقیس کے اشجع نامی آدمی سے کہا تھا ''تمہارے اندر دو ایسی خصلتیں ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول پسند کرتے ہیں بردباری اور دانشمندی'' دانشمندی و دانائی عمدہ خصلت ہے فتنے کے لمحات اور بدلتے حالات کے وقت بردباری قابل ستائش ہے کیونکہ بردباری کے ذریعے ہر چیز کی اصلیت و حقیقت تک پہنچا جاسکتا ہے۔

غوروفکر کے بعد ہی حکم لگائیں:

فتنے کے ظہور اور حالات کے بدلتے وقت بغیر سوچے سمجھے آپ کسی چیز کے بارے میں حکم نہ لگائیں اس قاعدے پر عمل کرتے ہوئے کہ ''کسی چیز پر حکم لگانا اس پر غوروفکر کرنے کے بعد ہوا کرتا ہے'' اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ولاتقف مالیس لک بہ علم﴾

(سورہ اسراء: 63)

''جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ'' یعنی ایسا معاملہ جس کو آپ نہیں جان رہے ہوں، اس کا پاس وخیال نہ ہو اور نہ ہی آپ کے پاس اس بارے میں کوئی ثبوت ہو تو اس سلسلے میں بات کرنے سے بچیں، چاہے آپ اس میں لیڈر بنیں ۔

عدل وانصاف کوملحوظ رکھیں:

تمام کاموں میں عدل وانصاف کو لازم پکڑیں۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے : اور جب تم بات کرو تو انصاف کرو،گو وہ شخص قرابت دار ہی ہو“(سورہ انعام) اور فرمان الہی ہے:”کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کردے،عدل کیا کروجو پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے۔“ (سورہ المائدہ) اس کا معنی یہ ہے کہ آپ جس جماعت سے محبت کرتے ہیں اور جس جماعت سے محبت نہیں کرتے ہیں دونوں کو ایک میزان وکسوٹی پر رکھ کر پرکھیں اور اس کے بعد حکم لگائیں۔

جماعت کولازم پکڑیں:

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾

اوراللہ تعالی کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو ۔“

(آل عمران : 103)

اورنبی ﷺ نے فرمایا:”جماعت کو لازم پکڑو اوراختلاف سے بچو“

(ابوداؤد)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منی میں اتمام کرتے تھے جبکہ سنت یہ ہے کہ نمازی منی میں ہر چار رکعت والی نماز کو دو دو رکعت پڑھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شرعی تاویل کی بناء پر چار رکعت ہی پڑھتے رہے، اس کے باوجود حضرت عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے نبی ﷺ کی سنت یہی ہے کہ ہرچار رکعت والی نماز دورکعت ہی پڑھی جائے، ان سے پوچھا گیا کہ آپ یہ کہتے ہیں اور حضرت عثمانرضی اللہ عنہ کے ساتھ چار رکعت پڑھتے ہیں آخرکیوں؟ تو انہوں نے فرمایا:”اختلاف بری بات ہے۔

(سنن ابوداود)

اور ایسا ان کے شرعی قاعدے کو سمجھنے کی وجہ سے ہوا کیونکہ جو اس کے برخلاف کرے گا اسکے اور دوسروں کے فتنے میں پڑنے سے مامون نہیں رہا جاسکتا ہے

شرعی میزان پر پرکھیے:

جہاں جو فتنے میں اٹھائے جاتے ہیں خواہ وہ دعاۃ کے ہوں یا ملکوں کے‘ ضروری ہے کہ مسلمان ان کو صحیح کسوٹی پر وزن کریں آپ دیکھیے کہ اس میں خالص اللہ تعالی کی عبادت وبندگی ہے یا نہیں ؟ رسالت محمدی کی گواہی پوری کی جاتی ہے یا نہیں؟اوراس گواہی کا تقاضا ہے کہ شریعت مصطفوی کے مطابق فیصلہ کیا جائے ، کسوٹی پر پرکھنے کے بعد آپ پر لازم ہے کہ آپ کی محبت اس میزان کے لیے ہو جو صحیح طور پر اسلام کو بلندو بالا کرتا ہے ، پھرآپ ایسے لوگوں کو مخلصانہ نصیحت کریں جب یہ میزان مشتبہ ہوجائے تو اس سلسلے میں مرجع علماء ہوں گے کیونکہ وہی لوگ صحیح شرعی حکم جانتے ہیں

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ اپنے وقت میں سلطان کے لیے کافی دعا کرتے تھے، ان سے کہا گیا کہ آپ ان کے لیے اپنے سے زیادہ دعا کرتے ہیں؟ فرمایا: ہاں کیونکہ اگر میں درست رہا تو میری درستگی اپنے لیے اور اپنے اردگرد رہنے والوں کے لیے ہوگی ، رہا سلطان کی درستگی تو وہ عام لوگوں کے لیے ہوگی

قول وعمل میں چوکس رہیے:

فتنے کے وقت گفتاروکردارکے کچھ الگ ہی ضابطے ہوتے ہیں چنانچہ ہروہ بات جو آپ کو اچھی لگے اسے کہہ ڈالنا یا ہر وہ کام جو اچھا لگے اسے کر گزرنا مناسب نہیں، کیونکہ فتنے کی گھڑیوں میں ایسا کرنے سے متعدد مسائل کھڑے ہوتے ہیں

تعجب کی بات نہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

’’میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو بھر برتن کے مانند

حدیثیں یاد کیں (یعنی دوقسم کا علم سیکھا) جن میں
سے ایک کو میں نے عام کردیا اور اگر دوسرے کوعام
کرتا تو میری گردن کاٹ دی جاتی۔‘‘

(صحیح بخاری)

علماءکاکہنا ہے کہ اس سے مراد ایسی حدیثیں ہیں
جو فتنے اور بنو امیہ وغیرہ سے تعلق رکھتی
تھیں،شرعی احکام سے متعلق نہ تھیں اورحضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات حضرت معاویہ رضی
اللہ عنہ کے زمانے میں کہی جبکہ لوگ گھمسان کی
لڑائی اورجنگ وجدال کے بعد ان کے سایہ تلے اکٹھا
ہوچکے تھے، انہوں نے انہیں اس لیے چھپا لیا تاکہ
لوگ جدائی کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر جو
یکجا ہوچکے تھے پھر لڑنے بھڑنے نہ لگیں۔ اسی لیے
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’آپ
لوگوں سے کوئی ایسی بات نہ کریں جو ان کی سمجھ سے
باہر ہو اور ان کے لیے فتنے کا سبب بن جائے‘‘
(صحیح مسلم)

فتنے کے وقت لوگ بات کواچھی طرح سمجھنے سے قاصر
ہوتے ہیں،لہذا ہر وہ بات جو معلوم ہے‘ نہیں کہنی
چاہیے ، زبان پر لگام لگانا ضروری ہے، کیونکہ آپ
نہیں جانتے کہ آپ کی بات پر کیسے اثرات مرتب
ہونگے؟آپ کی رائے کیا رنگ لائے گی؟ سلف رحمہم اللہ
اپنے دین کی سلامتی کے پیش نظر فتنوں کے وقت بہت
سارے مسائل میں خاموش رہے تاکہ اللہ سے امن
وسلامتی کے ساتھ ملیں۔

صحیح بخاری کی روایت ہے،نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا : ’’اگر
تمہاری قوم کے لوگ کفر سے قریب نہ ہوتے(نئے
مسلمان نہ ہوتے) تو کعبہ کو ڈھاکراس کو
قواعدِ ابراہیمی پربناڈالتا اور اس میں دو دروازے
لگا دیتا۔‘‘ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو
اندیشہ لاحق ہوا کہ کفارِ قریش جو نئے نئے اسلام لائے
ہیں کعبہ کو توڑکر اسکو قواعدِ ابراہیمی پر بنانے
اور اس میں دو دروازے لگانے (ایک سے داخل ہواجائے

اور دوسرے سے نکلا جائے(سے ایسا نہ ہو کہ لوگ غلط سمجھ لیے یا یہ سمجھ لیں کہ آپ فخر کرنا چاہتے ہیں یا آپ دینِ ابراہیمی کی بے حرمتی کرنا چاہتے ہیں یا کچھ اورَ خیال کربیٹھیں اس لیے آپ نے اسکو چھوڑدیا۔

نیک اعمال کا التزام و اہتمام :

جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے ۔

''بادروا بالاعمال فتنا کقطع اللیل المظلم''

''لوگو! سخت سیاہ رات کی طرح گھنے فتنوں کے واقع ہونے سے پہلے پہلے نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو (کیونکہ وہ فتنے اتنے خطرناک ہوں گے کہ) صبح کے وقت بندہ مؤمن ہو گا تو شام تک کافر ہو جائے گا اگر شام کو مؤمن ہو گا تو صبح تک کافر ہو جائے گا آدمی دنیا کے معمولی مفاد کے عوض اپنا دین بیچ دے گا ۔ ''

اور کثرت سے اللہ کی عبادت کا اہتمام : کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا :

''العبادہ فی الھرج کا لھجرہ الی''

''قتل و غارت کے دور میں عبادت کرنا میں محمد ﷺ کی طرف ہجرت کرنے کے مترادف ہے ۔ ''

(صحیح مسلم رقم 2948) (الشریعہ لا ٓجری ص49 رقم 82)

فتنوں کے ایام میں مسلمان کے خلاف زبان اور ہاتھ کو روک لینا :

جیسا کہ سیدنا علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہونے والی جنگوں کے موقع پر سیدناعلیرضی اللہ عنہ ایک صحابی کے پاس آئے اور کہا کہ میرے ساتھ میدان جنگ میں چلو تو اس صحابی نے کہا: میں نے نبی سے سنا ﷺ فتنوں کے دور میں تو لکڑی کی تلوار بنا لینا) اور اب جبکہ دو مسلمان گروہ

باہم برسرپیکار رہیں) اور میرے پاس لکڑی کی تلوار ہی ہے، اگراسی طرح پسند کرتے ہیں تو چل پڑتا ہوں ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کو چھوڑ کر چلے گئے ۔

کسی کلمہ گو شخص یا جماعت یا ادارے کی تکفیر سے اجتناب کرنا :

اگر آپ کو کسی شخص کے بارے میں کسی بات یا عمل کا علم ہوتا ہے تو آپ اس شخص یا ادارے یا جماعت پر کفر کا حکم لگانے کی بجائے اس کے کفر یہ قول یا فعل پر حکم رکھیں کہ اس کا فلاں کام یا بات کفر یہ یاشرکیہ ہے یعنی حکم عمل پر رکھیں افراد پر نہیں یہ سب سے محتاط انداز ہے اور اس معیّن شخص وغیرہ کی تکفیر سے اجتناب کریں کیونکہ یہ آپکے ذمہ نہیں !

فتنہ پرور لوگوں کی محافل سے کلی اجتناب

کم علم تکفیری اورگمراہ کن نظریات کے حامل لوگوں کی مجالس اور ان کے ساتھ بحث سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ آدمی اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے اور دوست اگر برے ہوں تو بندہ بھی برا ہی سمجھا جاتا ہے۔

آخر میں ہم دعا گوہیں کہ اللہ تعالی تمام مسلمانوں کو اس فتنہ عظیم (فتنہ تکفیر) سے محفوظ فرمائے اور سیدھی راہ پر گامزن رکھے۔

آمین یا رب العالمین